برائی کا مقابلہ نیکی کے ہتھیار سے کریں
اپنے گھروں کو مغربی غیر دینی اثرات سے بچائیں
نیز ایلسلواڈور کے یتامیٰ کی کفالت کی تحریک

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ /اکتوبر ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

دنیا میں جب بھی دو فریقوں میں تصادم ہو، محاربت ہو، خواہ وہ دنیاوی رنگ کی ہو یا نظریاتی رنگ کی یا مذہبی رنگ کی، کسی پہلو سے بھی جب فریقین میں کوئی مقابلہ ہو تو اس کا نتیجہ جانچنے کے لئے مختلف انداز فکر سے غور ہو سکتا ہے اور ضروری نہیں کہ ایک جنگ جب اپنے اختتام کو پہنچے تو اسی وقت معلوم ہو کہ کون سا فریق غالب آنے والا فریق تھا بلکہ اہل بصیرت آثار سے ہی جانچ لیا کرتے ہیں کہ کس فریق نے بہر حال غالب آ جانا ہے۔

دنیا میں جنگ کے نتیجے معلوم کرنے کے لئے جو طریق رائج ہیں ان میں سے ایک کی طرف قرآن کریم نے بھی اصولی طور پر انگلی اٹھائی ہے اور ایک ایسا بنیادی نکتہ پیش فرمایا ہے جس کی روشنی میں جنگ کے اختتام سے بہت پہلے ہی یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ کونسا فریق غالب آنے والا ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۷﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ﴿۸﴾ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۹﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ﴿۱۰﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ؕ﴿۱۱﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۲﴾ (القارعۃ: ۷-۱۱)

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ایک ترجمہ جو معروف ہے وہ یہ ہے کہ ''جس کے اعمال میں وزن زیادہ ہوگا'' اور ایک ترجمہ اس کا یہ ہے کہ جس کے پلڑے میں زیادہ ساز وسامان ہوگا، زیادہ قوی ساز و سامان ہوگا، زیادہ مضبوط ساز وسامان ہوگا اور یہ دونوں پہلو ہر جدو جہد کے فیصلے کے لئے بہت ہی اہمیت رکھتے ہیں۔ درحقیقت اگر اعمال کا ترجمہ بھی کیا جائے تو اس کا ترجمہ بنیادی نقطہ نگاہ سے یہ بھی بن سکتا ہے کہ وہ قومیں جو ٹھوس عمل کرنے والی ہیں، مسلسل محنت کرنے والی ہیں، جو اپنے وقت کو ضائع نہیں کرتیں، جن کے پلڑے میں بہت ہی مفید اور باقی رہنے والے اعمال ہوں، ان کی جب بھی لڑائی ایسی قوموں سے ہو جو سست اور غافل ہوں، جو صناعی سے ناواقف ہوں، اچھے کام کرنے کی اہلیت نہ رکھتی ہوں، محنت کی عادت نہ رکھتی ہوں، ایسی قوموں کے ساتھ جب ان کا مقابلہ ہوگا تو وہ جو محنت کرنے والی قومیں ہیں جنہوں نے اپنے لئے بہت کچھ بنالیا ہے وہ بہرحال غالب آئیں گی۔ دوسرے پہلو کے لحاظ سے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اسی سورۃ کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ قومیں جن کے ہتھیار زیادہ مضبوط ہوں گے اور زیادہ وزنی ہوں گے۔ وزن سے مراد یہاں تول کا وزن نہیں۔ ورنہ ہوسکتا ہے کہ پرانے زمانہ کے گُرز سے آج کل کے زمانہ کی رائفل بہت ہی ہلکی ہو تو یہاں ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ اور خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ کا جو مقابلہ کیا گیا ہے۔ اس سے ہرگز ظاہری وزن مراد نہیں بلکہ حقیقی وزن ہے یعنی ایسا ہتھیار جس میں قوت زیادہ ہے۔ تو قوت والے ہتھیار جس کے پاس زیادہ ہوں گے وہ غالب آجائے گا اور محض جوش وخروش کام نہیں آئے گا۔

تو آئندہ زمانے کی جنگوں کا نقشہ حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کے مطابق اسی سورۃ کی اس آیت سے واضح ہو جاتا ہے کہ آئندہ جب بھی دنیا میں ہولناک جنگیں ہوں گی تو جس فریق کے پاس بھی وزن دار ہتھیار ہوں گے، قوت والے ہتھیار ہوں گے، غالب آنے والے ہتھیار ہوں گے وہ فریق غالب آجائے گا اور عملاً یہ دونوں ترجمے ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ جو قومیں محنت کرتی ہیں جن کے اعمال کا پلڑا بھاری ہے خواہ وہ دنیا میں ہو خواہ وہ دین میں ہو اس کے نتیجے میں یہ دونوں باتیں ان کو حاصل ہو جاتی ہیں۔ ان کے اعمال ان قوموں کی زندگی بنا دیتے ہیں، ان میں بقا پیدا کر دیتے ہیں، باقی رہنے کی صلاحیتیں ان کی اجاگر ہو جاتی ہیں اور ان کے دفاع کے ہتھیار مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسا اٹوٹ تعلق ہے اقتصادی ترقی اور دفاعی

صلاحیت کا کہ اس کو دنیا میں کبھی کوئی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ جو بھی اس کو نظر انداز کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ جتنا زیادہ کوئی قوم اقتصادی لحاظ سے ترقی کرے گی، صنعتی لحاظ سے ترقی کرے گی اتنا زیادہ اس کو لازماً اپنا دفاع مضبوط کرنا پڑے گا۔ ویسی ہی بات ہے جیسا ایک امیر آدمی گھر کے پہرے بھی مقرر کر دیا کریا ہے، تالے بھی مضبوط کرتا ہے، دروازے بھی مضبوط کرتا ہے۔ جس کے پاس ہو ہی کچھ نہ اس کو ان چیزوں کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

ع رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو

والا معاملہ ہو جاتا ہے۔ جس کے گھر میں بیچارے کے پاس ہے ہی کچھ نہیں اس نے اپنا دفاع کیا مضبوط کرنا ہے؟ تو مذہبی نقطہ نگاہ سے بھی یہ اصول اُسی طرح برابر کارگر نظر آتا ہے اور مذہبی قوموں میں بھی بالآخر یہی امر فیصلہ کن ثابت ہوگا۔

وہ مقابلے جو مذہبی نقطہ نگاہ سے ہو رہے ہیں ان میں بھی فریقین کو دو طرح سے جانچا جا سکتا ہے کس کے ہاں اچھے اعمال زیادہ کثرت کے ساتھ ہیں؟ کون نیکی میں محنت کرنے والے ہیں؟ کون ہمیشہ مسلسل اپنے آپ کو سنوارنے پر لگے ہوئے ہیں اور کون وہ ہیں جن کے پلڑے اعمال حسنہ سے خالی ہیں، جن کے دامن میں کچھ بھی نہیں بلکہ اس کے برعکس جھکنے والے اعمال ہیں۔ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ یعنی ہلکی چیزیں ہیں جو بجائے اس کے کہ وزن پیدا کریں وہ ہلکی ہو جاتی ہیں اور منفی قوتیں پیدا کر دیتی ہیں۔ تو خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ کا یہ معنی اعمال کی دنیا میں بنے گا کہ جن کے عمل میں کوئی وزن نہیں ہے، بقا کی قوت نہیں ہے جو قوموں کو خفیف کر دیتے ہیں اور ہلکا کر دیتے ہیں اور ان میں زندہ رہنے کی صلاحیت نہیں رہنے دیتے وہ لوگ لازماً شکست کھائیں گے۔ جن کے پاس اعمال صالح ہیں اور جن کے ساتھ قرآن کریم نے باقیات کی شرط لگائی ہوئی ہے۔ صالحیت کا باقی رہنے کے ساتھ ایک گہرا جوڑ ہے۔ جتنی زیادہ صالحیت کسی قوم میں بڑھے گی اتنا زیادہ اس کے باقی رہنے کی ضمانت ہوتی چلی جائے گی اور اس کے علاوہ ان کے ہتھیاروں کا موازنہ بھی اسی آیت کی روشنی میں کیا جا سکتا ہے۔ وہ لوگ جو مقابلے میں اچھے ہتھیار رکھتے ہیں زیادہ قوی ہتھیار رکھتے ہیں وہ لوگ لازماً غالب آئیں گے اور وہ جن کے ہتھیار خفیف نوعیت کے ہیں، ہلکے اور اوچھے اور کمینے ہتھیار ہیں ان کے مقدر میں لازماً شکست ہے۔ اس قانون قدرت کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

چنانچہ جماعت احمدیہ کے ساتھ اس وقت جماعت احمدیہ کے دشمن کا جو شدید مقابلہ ہو رہا ہے اور خاص قوت اور زور کے ساتھ، جیسے کہتے ہیں گھمسان کا رن پڑا ہوا ہے۔ اس مقابلہ میں بھی فتح و شکست کا فیصلہ قرآن کریم کی یہ آیت کرے گی اور یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور کھلا کھلا نظر آنے لگ گیا ہے۔ کوئی بھی شک کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ ان کے ہتھیار کیا ہیں؟ پہلے آپ پاکستان سے سنا کرتے تھے اب اس ملک میں بھی آپ نے دیکھ لئے ہیں۔ ابھی کچھ دن پہلے بریڈ فورڈ میں جماعت احمدیہ پر بڑا شدت کے ساتھ حملہ ہوا تھا اور حملہ تھا گندی گالیوں کا، فحش کلامی کا، انتہائی بد خلقی کے مظاہرے کا، بھنگڑے ڈالنے کا اور آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہوتے ہوئے شرافت کے ہر تقاضے کو کلیۃً چھوڑ دینے کا یہ حملہ تھا اور مذہب میں جبر اور تشدد استعمال کرنے کے دعویٰ کا حملہ تھا۔ سارے ہتھیار وہ ہیں جو دیکھے بھالے، جانے پہچانے تاریخی نوعیت کے ہتھیار ہیں۔

قرآن کریم نے آدم سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانے تک جو تاریخ ہمارے سامنے رکھی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہی وہ ہتھیار تھے جو ازل سے لے کر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے آخری دور نبوت تک دشمن نے استعمال کئے اور کبھی بھی ان میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ پس یہ ہتھیار ایسے ہیں جن کے متعلق قرآن کریم کا فتویٰ ہے مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِیۡنُہٗ یہ خفیف ہتھیار ہیں اور خفیف کر دینے والے ہتھیار ہیں۔ یہاں خفیف سے مراد ہے جو ہلکے ہو جائیں، جن کو زمین قبول نہ کرے، جن کو ثبات قدم نصیب نہ ہو، جو شجرہ خبیثہ کی طرح اکھڑ جائیں اور جن کو ہوائیں بکھیر دیں یہاں سے اٹھا کر ادھر لے جائیں، کبھی وہاں سے لے کر دوسری طرف دھکیلتی ہوئی لے چلیں، غرضیکہ ان کو کوئی قرار نہ رہا ہو، ان کے اندر کسی جگہ ثابت قدم ہونے کی صلاحیت موجود نہ ہو۔ تو یہی وہ ہتھیار ہیں جو اس ملک میں انہوں نے آکر استعمال کئے ہیں۔ یہی وہ ہتھیار ہیں جو ایک لمبے عرصہ سے بڑی شدت کے ساتھ اور بڑی سفاکی کے ساتھ وہ پاکستان میں استعمال کر رہے ہیں۔

کل سے ربوہ میں ختم نبوت کے نام پر ایک جلسہ ہو رہا ہے اور وہ شہر جہاں ننانوے فیصد آبادی احمدیوں کی ہے وہاں احمدیوں کو تو اجازت نہیں کہ قرآن کریم کا درس بھی لاؤڈ سپیکر پر دے سکیں، نیکی کی بات کر سکیں۔ وہاں ان نام نہاد علماء کو کھلی آزادی دے دی گئی ہے کہ وہ اور ان کے چیلے چانٹے اکٹھے ہو کر جس قدر بھی مغلظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بک سکیں بکتے

چلے جائیں، جس حد تک دشنام طرازی کر سکیں وہ کرتے چلے جائیں، جس زبان میں وہ اشتعال انگیزی کرنا چاہیں ان کو کھلی اجازت ہے، کوئی باز پرس نہیں کھلم کھلا اہل ربوہ کے قتل کی تلقین کریں مسجدیں مسمار کرنے کی تلقین کریں، کلمہ **لا اله الّا الله محمد رسول الله** مٹانے کا وعظ کریں۔ ان سب کی ان کو چھٹی ہے اور ہتھیار یہ وہی ہیں جن کو قرآن کریم فرماتا ہے: مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ کہ جن کے ہتھیار ہلکے ہوں گے لازماً ان کا انجام بد ہوگا۔ دنیا کی کوئی طاقت ان کو بد انجام سے بچا نہیں سکتی۔ اب یہ ہتھیار لے کر کوئی اسلام کی خدمت کر سکتا ہے؟ حیرت ہوتی ہے ان کی عقلوں پر، ان کی فراست پر! فراست تو گہرا معاملہ ہے ظاہری نظر پر یہ تو اتنی واضح بات ہے کہ ایک معمولی سی نظر رکھنے والا انسان خواہ وہ آنکھ کا بیمار ہی ہو اگر روشنی اس کی آنکھ تک کسی طرح پہنچ جاتی ہے اس کو بھی نظر آ جانا چاہئے کہ یہ ہتھیار اسلام کی خدمت کے لئے استعمال نہیں ہو سکتے۔ جھوٹ بولنا، بہتان تراشی کرنا، گندے الزام لگانا، گندی زبان استعمال کرنا، مغلظات بکتے چلے جانا، فرضی باتیں گھڑ گھڑ کے فرضی جرائم دوسروں کے سر تھوپتے چلے جانا یہ تو کوئی طریق نہیں ہے جو کبھی بھی انبیاء یا ان کے تربیت یافتہ امتیوں سے ثابت ہوا۔ سارے مذہب کی تاریخ پر نظر ڈال لیں ایک واقعہ بھی آپ کو ایسا نظر نہیں آئے گا کہ انبیاء یا ان کے صحابہ یا ان کے صحابہ کے تربیت یافتہ لوگوں نے یہ ہتھیار لے کر دین کی خدمت کی ہو۔ ان کے ہتھیار تو بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ ان کے متعلق میں ابھی بتاتا ہوں لیکن تفصیل سے بتانے کی بھی دراصل ضرورت نہیں، ساری دنیا جانتی ہے۔ ان علماء کو بھی وہ معلوم ہیں۔ یہ دل کے اندھے ہیں آنکھ کے اندھے نہیں کیونکہ آنکھ کے اندھے ہوتے تو ان کو یہ معلوم ہی نہ ہوتا۔ ان کو معلوم ہے، دیکھ رہے ہیں لیکن اس کے باوجود بے خبر بن رہے ہیں، اس کے باوجود انجان ہو رہے ہیں۔ کیا ان کو علم نہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے کون سے ہتھیار سجا کر دشمن کا مقابلہ کیا تھا؟ معلوم ہے اور جانتے ہیں کہ قرآن کریم تمام بنی نوع انسان کی تاریخ کا خلاصہ یہی بیان کرتا ہے کہ نیک لوگوں، متقی لوگوں نے تقویٰ کے ہتھیار سجا کر مقابلے کئے ہیں، جھوٹ کے نہیں بلکہ سچ کے ہتھیار لگا کر مقابلے کئے ہیں، بد اعمالیوں کے نہیں بلکہ نیک اعمال کے ہتھیار سجا کر مقابلے کئے ہیں اور دعاؤں کے ہتھیار لے کر انہوں نے مقابلے کئے ہیں۔ غرضیکہ قرآن کریم میں پاکیزہ ہتھیاروں کی بڑی تفصیل ہے جو محفوظ کی گئی ہے جن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض لوگوں کے یہ ہتھیار ہیں اور بعض لوگوں

کے وہ ہتھیار ہیں۔تو یہ ہتھیار ہیں ان کے جن سے جماعت پر حملے کر رہے ہیں اور دعوے کر رہے ہیں کہ یہ جیتیں گے ۔ یہ جیتیں گے تو نعوذ باللہ قرآن ہار جائے گا اور قرآن کو دنیا کی کوئی طاقت ہرا نہیں سکتی۔ساری کائنات کی قوتیں اکٹھی ہو جائیں تو قرآن کی ایک آیت کو بھی نہ تبدیل کرسکتی ہیں نہ شکست دے سکتی ہیں۔

پس فتح وشکست کا فیصلہ تو اس آیت نے کرنا ہے فَاَمَّامَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ پاکیزہ زندگی خدا کی رضا والی زندگی اسی کو نصیب ہوگی جس کے ہتھیاروں میں وزن ہوگا ۔وَاَمَّامَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ o فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ جن لوگوں کے ہتھیار خفیف ہیں یعنی قرآنی اصطلاح میں خفیف ہیں ان کے مقدر میں هَاوِيَةٌ کے سوا کچھ نہیں جسے ہم اردو میں تو قعر مذلت کہہ سکتے ہیں۔ذلتوں اور ناکامیوں کا گڑھا، وہ گڑھا جس میں آگ جلتی ہے، حسرتوں کی آگ جلتی ہے۔نَارٌ حَامِيَةٌ ہے وہ جو سر سے پاؤں تک جلا کے رکھ دیتی ہے۔یہ ان کا مقدر قرآن کریم نے لکھ دیا ہے اور اس مقدر کو کوئی تبدیل نہیں کرسکتا اور دن بدن جماعت احمدیہ پہلے سے زیادہ وضاحت کے ساتھ اس لڑائی کے انجام کو دیکھ رہی ہے۔وہ دعائیں کرتے ہیں، وہ خدا کی مدد کو پکارتے ہیں لیکن اس خوف سے نہیں کہ مبادا ہم ہار جائیں گے۔اس لئے کہ ان کے دل ٹھنڈے ہوں اور دنیا دیکھے کہ یہ جو سچائی کی مخالفت کرنے والے لوگ ہیں یہ کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتے۔اس انجام کو اپنی آنکھوں سے اپنی زندگی میں دیکھنے کی تمنا لے کر وہ روتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں۔ لیکن جہاں تک احمدیت کے شاندار مستقبل اور یقینی اور آخری فتح کا تعلق ہے کسی احمدی کے وہم وگمان کے گوشے میں بھی یہ خیال نہیں گزرتا کہ کبھی کسی پہلو سے بھی جماعت احمدیہ ہار سکتی ہے کیونکہ قرآن کریم اس کی پشت پر کھڑا ہے قرآن کریم کی تمام آیات اپنی تمام تر صداقتوں کے ساتھ، جماعت احمدیہ کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔پس جن کے پاس قرآن کریم کی صداقتیں ہوں جن کو قرآن کریم کی ایک ایک آیت حوصلہ دیتی ہو اور ڈھارس دیتی ہو ان کے لئے اس وہم کا تو سوال ہی باقی نہیں رہتا کہ وہ کسی طرح ہار جائیں گے یا شکست کھا جائیں گے اور جو دن بدن اپنے ہتھیاروں میں ننگے ہو کر زیادہ گندے ہو کر کھل کر سامنے آتے چلے جا رہے ہیں اور خود جانتے ہیں کہ ہمیشہ سے انبیاء کے مخالفین نے یہ ہتھیار استعمال کئے تھے ان کے بد انجام کے متعلق کسی کو وہم بھی نہیں کرنا چاہئے۔ہاں دعا کرنی

چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے بدانجام سے بچائے۔

اس ضمن میں اس مقابلہ کی فتح وشکست کے فیصلے پر غور کرتے ہوئے جب اس آیت پر میری نظر پڑی اور میں نے تفصیل سے اس مضمون پر غور کیا تو صرف یہی بات نہیں تھی جو میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ مجھے یقینی علم ہوا، پہلے سے زیادہ میرا ایمان اس بات پر قوی ہوا کہ لازماً جماعت احمدیہ جیتنے والی ہے اور ان کے ہتھیاروں کی کمزوری دن بدن زیادہ ظاہر ہوتی چلی جارہی ہے بلکہ ایک اور امر کی طرف میری توجہ مبذول ہوئی اور وہ یہ ہے کہ قرآن کریم اس مقابلہ کی مزید تفصیل بھی بیان کرتا ہے کہ جب بدی سے حملہ ہو رہا ہو تو مومن کو کیا کرنا چاہئے۔ چنانچہ ان ذرائع کو خوب اچھی طرح نگاہ کے سامنے رکھ کر ہمیں اختیار کرنا چاہئے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:

جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (النحل:۱۲۶)

پھر فرماتا ہے:

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ (المومنون:۹۷)

کہ جب بھی تم مقابلہ کرو تو بدی کا مقابلہ بدی سے نہیں کرنا۔ اگر غلطی سے تم نے یہ سمجھ لیا کہ ان کے ہتھیاروں سے ان کو شکست دو تو لازماً تم اس میں مار کھا جاؤ گے کیونکہ بدی سے بدی کا مقابلہ کرنے کی تمہارے اندر صلاحیت ہی موجود نہیں، یہ تو ان کا جیتا ہوا میدان ہے اس میں اتنے قوی ہیں، اتنے غالب ہیں کہ تم چاہو بھی تو ناممکن ہے کہ تم بدی کے ساتھ ان کا مقابلہ کر سکو۔ تمہیں خدا نے بدیوں کی استطاعت ہی عطا نہیں کی۔ تمہارا مضبوط قلعہ حسنہ ہیں یعنی نیکیاں، حسنات ہیں۔ حسنات کو اختیار کرو اور ہر بد ہتھیار جسے وہ ہاتھ میں لیتے ہیں اس کے مقابل کا احسن ہتھیار اٹھالو۔ جب اس آیت پر آپ غور کرتے ہیں تو بہت ہی دلچسپ اور تفصیلی ایک لائحہ عمل سامنے آجاتا ہے۔ جب یہ آپ کے خلاف جھوٹ بولتے ہیں تو آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس کا علاج قرآن کریم نے کیا فرمایا ہے کہ اس بدی کے برعکس نیکی یعنی سچائی۔ اگر اس کے مقابل پر جماعت احمدیہ سچائی کی طرف متوجہ نہیں ہوتی اور پہلے سے زیادہ اپنے معاشرے کو سچ پر قائم نہیں کرتی اپنے بچوں کو سچ بولنے کی عادت نہیں ڈالتی تو مقابل پر جو کامیاب ہونے والا ہتھیار تھا اس کو تو آپ نے ہاتھوں میں اٹھایا نہیں۔ پھر قرآن کریم کا یہ وعدہ آپ کے حق میں کیسے پورا ہوگا کہ یقیناً چونکہ تمہارے ہتھیار زیادہ وزن دار ہیں تم غالب آؤ گے۔

عمومی طور پر اگر دیکھا جائے تو یقیناً جماعت احمد یہ نظریاتی لحاظ سے سچ پر قائم ہے۔لیکن یہاں صرف اس کی بحث نہیں ہو رہی ، قرآن کریم یہ فرما رہا ہے کہ تمہارا مقابلہ ہو رہا ہے، شدت کے ساتھ لڑائی ہو رہی ہے، دشمن نے بد ہتھیار اٹھائے ہیں اس پر تم نے کیا کرنا ہے ۔ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کا مطلب ہے کہ اپنا دفاع کرو کسی بد ہتھیار سے اسی نوعیت کا بچنے والا نیک ہتھیار اٹھا کر ۔ اگر جھوٹ کے ذریعہ حملہ ہوا ہے تو لازماً سچائی سے اس کا مقابلہ ہوگا ۔ سچائی میں آگے بڑھنے سے مقابلہ ہوگا ۔ اگر بدکرداری سے حملہ کیا گیا ہے تو نیک کرداری اختیار کرنے کے ذریعہ مقابلہ ہوگا ۔ اگر گندی زبان کے ذریعہ حملہ کیا گیا ہے تو پا کیزہ زبان اختیار کرنے کے ذریعہ مقابلہ ہوگا ۔ اگر ہماری سوسائٹی میں لوگوں کو گند بولنے کی عادت ہے، مرد اپنے گھروں میں بھی غلیظ زبان استعمال کرتے ہیں ۔ اپنی بیویوں پر اور اپنے بچوں پر یا مائیں بچوں کے والد کے متعلق استعمال کرتی ہیں یا اپنے بچوں کے لئے استعمال کرتی ہیں یا بچے ایک دوسرے کو گندی گالیاں دیتے ہیں اور ان کو روک کوئی نہیں رہا تو قرآن کریم کی اس آیت کے مضمون کو آپ نے نظر انداز کر دیا ہے۔ آپ پر بد کلامی سے حملہ ہو رہا ہے اور بد کلامی کا جواب قرآن کریم نے محض خاموش رہنا نہیں بتایا اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اس کے برعکس جو ہتھیار ہے، اس کے مقابل کا ہتھیار ہے، اسے اختیار کرلو۔ اپنی زبان کو زیادہ شائستہ بناؤ، اپنے کلام کو پہلے سے زیادہ حسین بناؤ ، روزمرہ کی زندگی سے بدکلامیاں اور زشت روئی کے اظہار کو ختم کرتے چلے جاؤ۔ تمہارے کلام میں زیادہ نفاست ہونی چاہئے اور زیادہ پاکیزگی آجانی چاہئے اور اپنے گھروں میں اپنے بچوں کو اپنے بڑوں کو اس کی عادت ڈالو۔ پھر وہ حملہ کرتے ہیں آپ سے قرآن کریم چھیننے کا ادعا لے کر تو بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن سے زیادہ شدت کے ساتھ چمٹ جائیں ۔ وہ حملہ کرتے ہیں وہ آپ سے توحید باری تعالیٰ چھیننے کے لئے، آپ کو اس کا جواب قرآن کریم کی اس آیت کی روشنی میں یہ دینا پڑے گا کہ زیادہ موحد بن جائیں ۔ دنیا میں شرک کی جتنی بھی قسمیں ہیں کوشش کر کے اور تلاش کر کے اپنے آپ کو شرک کی ان تمام قسموں سے بچائیں اور اگر کوئی آلودگی نظر آئے تو اپنے آپ کو اس سے دھوئیں اور پاک کریں اور یہ جو مضمون ہے توحید خالص کا یہ ایک لامتناہی مضمون ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ توحید خالص اور قرآنی اعمال کا سارا نظام ایک ہی چیز کے دو نام ہیں ۔

اس لئے جب میں یہ کہتا ہوں کہ شرک کا مقابلہ توحید سے کریں وہ آپ کو مشرک بنانا چاہتے ہیں آپ زیادہ موحد بن جائیں تو صرف یہ مراد نہیں ہے کہ کلمہ کا بیج لگا کر اس کے لئے قربانیاں دیں۔ صرف ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ جہاں کلمہ سے روکا جارہا ہے وہاں بلند آواز میں کلمہ پڑھیں اور بلالی سنتوں کو زندہ کریں بلکہ مراد یہ ہے کہ کلمے کے اوپر غور کریں، اس سے زیادہ پیار کریں، اس کے مضمون کو اپنے نفس پر جاری کریں اور توحید کے نئے نئے سبق سیکھیں اور شرک کی ہر قسم سے بیزار ہو جائیں اور شرک کے ہر پہلو کا دفاع کریں اور اپنے دامن کو شرک کی آلودگیوں سے پاک کر دیں۔ یہ ایک بڑا عظیم جہاد ہے جس میں اگر آپ مصروف ہو جائیں تو اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کے مضمون کو سمجھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے ہوں گے۔

محمد مصطفیٰ ﷺ کو آپ سے چھینا جارہا ہے، محمد مصطفیٰ ﷺ سے زیادہ چمٹنے کی ضرورت ہے۔ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کا یہ تقاضا ہے اور زیادہ پیار کریں اور زیادہ محبت کریں اور زیادہ عشق کریں اور زیادہ چمٹ جائیں آپ کے حسنِ سیرت کے ساتھ اور اسے اپنے وجود میں اس طرح سمو لیں کہ وہ آپ کی فطرتِ ثانیہ بن جائے۔ یہ ایک بہت ہی عظیم الشان مضمون ہے جو قرآن کریم کی اس آیت نے ہمیں سکھا دیا اور اسی کا نام ہے وہ اعمال جو باقی رہنے والے ہیں، جو وزن دار ہیں وہ ہتھیار جن میں قوتیں پائی جاتی ہیں۔ یہ قومیں جوان ہتھیاروں سے لیس ہوں مذہبی جنگوں میں کبھی ہارا نہیں کرتیں، لازماً فتح یاب ہوا کرتی ہیں۔

اس پہلو سے میں ایک خاص امر کی طرف مزید توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب میں نے کینیڈا کا دورہ کیا تو جہاں بہت سے خوش کن پہلو بھی نظر آئے جماعت میں بیداری کے آثار، ان کا رابطہ، ان کا اسلام کو غیروں تک پہنچانے کا نہ صرف عزم صمیم بلکہ دن بدن زیادہ منہمک ہوتے چلے جانا اور ماحول کو متأثر کرتے چلے جانا یہ سارے پہلو ایسے تھے جن سے بہت خوشی ہوئی۔ لیکن ایک پہلو بعض جگہ کمزوری کا بھی تھا اور اس سے طبیعت میں نہ صرف یہ کہ پریشانی ہوئی بلکہ اس پر میں نے سوچا کہ ساری جماعت کو مطلع کرنا چاہئے کہ اس پہلو کی طرف خصوصیت سے وہ لوگ توجہ دیں جو مغربی معاشرہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بعض بچے جو ملاقات کے وقت سامنے آتے تھے ان کی بول چال سے، ان کی طرز سے ایک بات صاف معلوم ہو جاتی تھی کہ ان کے گھروں میں عبادتوں کا ماحول نہیں

ہے اوران کے گھروں میں قرآن کریم سے تعلق اور پیار کی باتیں نہیں ہیں بلکہ اگر ہے تو مغربی موسیقی ہوگی، اگر ہے تو ٹی وی کے پروگرام ہوں گے یا دنیا کی تعلیم کی باتیں ہوں گی۔ ماں باپ کے چہروں سے یہ بات ظاہر نہیں ہوتی تھی لیکن اولاد کے چہروں سے یہ بات ظاہر ہو جاتی تھی کیونکہ ماں باپ کی تربیت اور قسم کے ماں باپ نے کی ہوئی تھی اور اس اولاد کی تربیت وہاں اور قسم کے ماحول نے کی ہے اور ماں باپ نے اس ماحول سے بچانے میں غفلت کی اور اپنے معاشرہ کو خود اپنے گھروں میں راسخ نہیں کر سکے، اپنے گھروں میں رائج نہیں کر سکے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگر چہ وہ بھی مغربی رو میں بہہ رہے ہیں لیکن ان پر پرانی تربیت کے آثار ابھی تک باقی ہیں اور جو بچے ہیں ان کے چہرے بتا رہے ہیں کہ وہ ان اثرات سے آزاد ہو کر کسی اور سمت میں چل رہے ہیں۔ یہ ہے وہ نہایت ہی خطرناک بات جس کی وجہ سے میرا دل وہاں بہت کُڑھا اور ایک موقع پر مسجد میں جب میں نے دیکھا کہ بعض بچوں نے بہت ہی زیادہ ہلڑ مچایا اور باقیوں کی بھی نماز خراب کی تو میں نے بڑی شدت کے ساتھ اس تکلیف کا جماعت کے سامنے اظہار کیا۔ یہ واقعہ ہر جگہ نہیں ہوا صرف ایک ہی جگہ ہوا ہے۔ بعد میں اس جماعت کی طرف سے مجھے چھٹیاں آنی شروع ہوئیں۔ مرد وزن کے انتہائی تکلیف میں مبتلا ہو کر معذرت کے خط آنے شروع ہوئے۔

میں نے ان کو جواباً بتایا یا جن سے بھی میری بات ہوئی کہ اس میں میری معافی کا سوال ہی کوئی نہیں ہے، تم اس ناراضگی کو سمجھے ہی نہیں، یہ اس قسم کا معاملہ نہیں ہے کہ تم نے معافی مانگ لی، میں نے کہا معاف ہو گیا اور معاملہ ختم ہو گیا۔ اس تجربے سے ایک بہت ہی دردناک اور تکلیف دہ تصویر میرے سامنے ابھری ہے جو سالہا سال کے ماضی سے تعلق رکھتی ہے۔ ایسے گھر میری آنکھوں کے سامنے آئے ہیں جہاں نہ نمازیں ہوتی ہیں اور نہ تلاوتوں کی آواز سنائی دیتی ہے۔ وہ جو دین کا رخ ہے، دین کا پیار ہے وہ ان گھروں میں رچا بسا نہیں اور بچے اس طرح پرورش پا رہے ہیں جیسے بے چھت کے ہوں اور ان کے اوپر کوئی امن کا سایہ نہیں ہے۔ لازماً وہ بچے پیدا آپ کر رہے ہیں اور وہ بن کسی اور کے رہے ہیں۔ اس انتہائی تکلیف دہ ماضی کا یہ علاج تو نہیں ہے کہ آپ مجھ سے معافی مانگ لیں اور میں کہوں کہ اچھا الحمدللہ معافی ہوگئی اور ہم دونوں مصافحہ کر لیں یا گلے لگ جائیں۔ یہ تو اس کا نہایت ہی بچگانہ حل ہے۔ اس کی معافی تو تلافی مافات کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اس کی معافی تو

خدا سے مانگنی پڑے گی اعمال میں تبدیلی کے ذریعہ، ہر گھر میں ایک پاکیزہ ماحول قائم کر کے اس کی تلافی ہوسکتی ہے وہی اس کی سچی معافی ہوگی ۔ کیا اس دور میں جو ہم نے حسنہ سے غیروں کا مقابلہ کرنا ہے اس میں سب سے زیادہ لڑائی کا میدان اپنی آئندہ نسلوں کا میدان چن لیں؟ اور یہ فیصلہ کر لیں کہ یہ مقابلہ بداخلاقیوں کے ذریعہ، بدکلامیوں کے ذریعہ، گندے ناچ ناچ کر حق پھیلانے کی کوششوں کے ذریعہ، بھنگڑے ڈال ڈال کر مذہبی فتح حاصل کرنے کی کوشش کے ذریعہ ہم اپنی آئندہ نسلوں کو تباہ کر رہے ہیں ۔ ان کے مزاج بگاڑ رہے ہیں ان کے اخلاق بگاڑ رہے ہیں، ان کو دین کا ایک ایسا غلط پیغام دے رہے ہیں کہ جس کے بعد ہمیشہ وہ لادینی میں پرورش پائیں گے، اُن کو پتہ ہی نہیں کہ دین ہوتا کیا ہے ۔ اس کا جواب آپ یہ دیں کہ اپنی آئندہ نسلوں کو سنبھالیں اور ان کو ایسا دیندار بنادیں اور ایسے اعلیٰ اخلاق عطا کریں کہ ان کی آئندہ نسلوں اور آپ کی آئندہ نسلوں کے فاصلے اس طرح بڑھتے چلے جائیں کہ گویا آپس میں کوئی تعلق ہی نہیں رہا ۔ ایک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی جانب چلنے والی نسل ہو اور ایک پیٹھ دکھا کر تمام غیر اسلامی قدروں کی طرف بھاگنے والی نسل ہو ۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ایسا چاہیں کہ ان کے ساتھ ایسا ہو جائے ، ہر گز نہیں یہ ہمارا نقصان ہے ۔ میرا مطلب ہے کہ ان کی حرکتیں اپنی اولاد کو قتل کر رہی ہیں ۔ ان کی حرکتیں یہ نقشہ کھینچ رہی ہیں جو بہت بھیانک ہے ۔ آپ اپنے گھروں میں اس کا برعکس نقشہ کھینچیں ۔ اپنی اولادوں کے ساتھ بالکل برعکس معاملہ کریں ۔ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ پر عمل درآمد کرنے کا ایک یہ طریق ہے ۔ پس اس کو آئندہ کے لئے اپنے لئے ایک خصوصی جہاد بنالیں ۔ اب آپ یہ سوچیں گے کہ بظاہر اس کا فوری طور پر ہمارے اس مقابلہ سے تعلق نہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ میدان ہے جس میں ہم نے فتح حاصل کرنی ہے یا شکست حاصل کرنی ہے، اسی میدان میں یہ بازی ہاری جائے گی یا جیتی جائے گی ۔

ہم مذہبی اقدار کو لے کر اٹھے ہیں، ہم سچائی کو لے کر اٹھے ہیں، ہم اس اسلام کو لے کر اٹھے ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اسلام ہے ۔ عددی غلبہ اگر آئے بعد میں اور جیسا کہ آئے گا تو ہوسکتا ہے کہ ہماری بعد کی نسلیں اس عددی غلبے کو دیکھیں لیکن ایک غلبہ جو بہت زیادہ قیمت رکھتا ہے، جو بہت زیادہ قدر رکھتا ہے ۔ درحقیقت جس غلبہ کی خاطر مذہبی قومیں اپنی تمام جانوں کو مٹادینے کے لئے تیار ہو جایا کرتی ہیں، اپنے اموال کو فدا کرنے کے لئے تیار ہو جایا کرتی ہیں وہ روحانیت کا غلبہ ہے، وہ

سچائی کا غلبہ ہے، وہ حق کی قدروں کا غلبہ ہے، وہ ان اخلاق حسنہ کا غلبہ ہے جن کی خاطر مذہب آیا کرتے ہیں، وہ **تعلق باللہ کا غلبہ ہے**۔ اس عددی غلبہ کو ہم نے کیا کرنا ہے جو ایسے وقت میں نصیب ہو کہ جب ہماری اولادیں اصل میدان میں بازی ہار چکی ہوں اور ان کے عدد کی حیثیت خدا کے نزدیک کچھ بھی نہ ہو۔ اس لئے عددی غلبہ کا انتظار اس طرح نہ کریں کہ گویا وہی آپ کا یوسف ہے۔ آپ کا یوسف تو روحانی غلبہ ہونا چاہئے اور اس فتح کو آپ نے پہلے اپنے گھروں میں حاصل کرنا ہے۔ اگر گھر میں یہ میدان ہار دیا تو باہر بھی آپ کی بازی ہاری گئی۔ جہاں تک آپ کی ذات کا تعلق ہے آپ فتح کا منہ دیکھ ہی نہیں سکتے پھر۔ اس لئے روح کو سمجھیں اور خصوصیت کے ساتھ اس دور سے یہ فائدہ اٹھائیں۔

کہتے ہیں جب لوہا گرم ہوتا ہے اُس وقت نرم ہوتا ہے وہی وقت ہوتا ہے اسے مولڈ کرنے، اسے مختلف شکلیں دینے کا۔ جتنا زیادہ شدت کے ساتھ غیر حملہ کر رہا ہے اتنا ہی زیادہ جماعت نفسیاتی لحاظ سے اس بات کے لئے تیار ہو رہی ہے کہ وہ اپنی تربیت کرے اور جو رستے پہلے مشکل نظر آیا کرتے تھے وہ آسان ہوتے چلے جارہے ہیں۔ عبادتیں جہاں لوگوں کو پہلے بھاری دکھائی دیا کرتی تھیں اب وہ ان کے لئے ہلکی ہوتی جارہی ہیں اور آسان ہوتی چلی جاتی رہی ہیں۔ مسلسل شاید ہی کوئی ایسا دن ہو کہ جس میں یہ اطلاع نہ ملی ہو کہ ہمارا خاندان پہلے بے نماز تھا اب نمازی ہو گیا ہے اور وجہ ہمیشہ یہ ہوتی ہے کہ غیر نے جو دکھ پہنچائے ہیں ان کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس اصلاح کی توفیق بخشی ہے۔ نمازوں کی کیفیتیں بھی مسلسل بدل رہی ہیں۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے سینکڑوں خط مجھے روزانہ آتے ہیں شاید ہی کوئی دن ہو مجھے یاد نہیں کہ کوئی ایک بھی دن ایسا ہو جس میں اس قسم کی خوش کن خبریں نہ ملتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اصلاحِ اعمال کی توفیق عطا فرمائی، نمازوں میں غفلت تھی وہ دور کرنے کی توفیق عطا فرمائی، نمازوں کا معیار بڑھانے کی توفیق عطا فرمائی وہ روحانی لذت اور سرور بخشا جس سے ہم پہلے ناآشنا تھے۔ درحقیقت اس کی وجہ یہی ہے کہ اس وقت دل نرم ہیں اور نیکیوں کی شکل میں ڈھلنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ ایسے وقت میں آپ کو پورا استفادہ کر کے ان حالات سے اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کا ایسا قوی جواب دینا چاہئے کہ دشمن کو بھی محسوس ہو جائے کہ اب یہ اتنا آگے نکل چکے ہیں کہ ان کا

تعاقب ہی نہیں ہوسکتا۔ اسلامی قدروں کو انہوں نے ایسا اپنا لیا ہے اور اخلاق میں اس قدر نمایاں ہو گئے ہیں کہ لاکھ ہم جھوٹ بولیں اب دنیا مانے گی نہیں کہ ان کا اسلام سے تعلق نہیں ہے۔ یہ فتح ہمیں اس وقت پاکستان میں بہت سی جگہوں پر نصیب ہو چکی ہے۔ یہ بے وقوف دشمن ہے اس کو پتہ ہی نہیں کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جو خطوط آتے ہیں ان میں پاکستان کے طول وعرض سے اس قسم کی نہایت دلچسپ خبریں بھی مل رہی ہیں کہ جو ہماری مخالفت کرنے والے لوگ تھے بعض اب وہ بھی آ کر یہ کہنے لگے ہیں کہ جہاں تک تمہارے اخلاق کا تعلق ہے تم مسلمان ہو اور ہم غیر مسلم ۔ جہاں تک تمہاری عادات کا تعلق ہے تم مسلمان اور ہم غیر مسلم جہاں تک قرآن اور حق کے لئے قربانیاں دینے کا تعلق ہے تم مسلمان ہو اور ہم غیر مسلم یہ مراد نہیں کہ وہ اب غیر مسلم ہونے کا سچ مچ اعلان کرتے ہیں مراد یہ ہے کہ ہمارے مولوی تمہیں غیر مسلم کہتے ہیں لیکن اگر عملاً دیکھیں تو تمہاری تصویریں اسلام سے زیادہ ملتی ہیں اور ہماری تصویریں اسلام سے کم ملتی ہیں۔ پس یہ جو دو تصویروں کی دوری ہے یہ زیادہ واضح ہوتی چلی جارہی ہے۔ زیادہ بیّن ہوتی چلی جارہی ہے۔ لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ (الانفال: ۳۸) کا مضمون اور زیادہ کھلتا چلا جارہا ہے کہ حق نتھر کر ایک طرف ہو رہا ہے اور گندگیاں الگ ہوکر دوسری طرف سمٹتی چلی جارہی ہیں اور دیکھنے والی آنکھیں دیکھنے لگ گئی ہیں۔ چنانچہ یہ ہے وہ فتح جو حقیقی فتح ہے۔ اگر اس کے عقب میں عددی غلبہ غلاموں کی طرح آئے تو وہ یقیناً اس لائق ہے کہ اسے قبول کیا جائے اور اسے تحسین کی نظر سے دیکھا جائے لیکن اگر اس پس منظر کے بغیر عددی غلبہ آئے تو اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ پس عددی غلبہ آنے کے دن بھی بہت دور نہیں لیکن وہ اس طرح آئے گا اور اس کو اس طرح آنا چاہئے کہ آپ کے اندر ایسا بے پناہ حسن پیدا ہو جائے، اسلام اتنا زیادہ گہرائی کے ساتھ آپ کے اندر راسخ ہو جائے، آپ کی شکلیں ان پاکیزہ لوگوں سے اتنی زیادہ ملنے لگ جائیں جن کو ہمیشہ خدا کی نظر نے بھی تحسین سے دیکھا ہے۔ وہ جو بے پناہ کشش آپ کے اندر پیدا ہوگی اگر وہ عددی غلبہ کے باعث بنتی ہے تو وہی غلبہ ہے جو قدر کے لائق ہے اور اگر پاکستان میں یہ عددی غلبہ بھی نصیب ہو اور خدا کرے کل کی بجائے آج نصیب ہو اگر چہ اس معاملہ میں ابھی ہمیں بہت سے قدم آگے بڑھانے ہیں، بہت لمبے فاصلے ابھی طے کرنے والے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ایک

نسل کا کام نہ ہو،اس سے اگلی نسل بھی انہی راہوں پر ماری جائے،انہی راہوں پر فدا ہو تب جا کر خدا کی طرف سے آخری فتح کا دن نصیب ہو۔لیکن یہ فتح جو ہو رہی ہے اس کی قدر کریں یہی قدر کے لائق فتح ہے اس کی غلامی میں جو فتح نصیب ہوگی وہ ہمیں قبول ہے کیونکہ وہی خدا کو قبول ہوا کرتی ہے۔اس فتح سے چنگل چھڑا کر،اس سے آزاد ہو کر اگر عددی فتح ملتی ہے تو اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔اس لئے باہر کی جماعتیں بھی اس مضمون پر غور کریں خصوصاً مغرب میں بسنے والی۔

جیسا کہ میں نے متوجہ کیا ہے شدت کے ساتھ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی اگلی نسلوں کو سنبھالیں اور جو گندے حملے باہر سے ہوتے ہیں اور آپ کو برے لگتے ہیں وہی میدان آپ کے جیتنے کے میدان ہیں۔وہاں آپ حسن خلق سے یا برائی کو حسن سے بدل کر اپنے اندر بھی پاکیزہ تبدیلی پیدا کریں،اپنی اولاد میں خصوصیت کے ساتھ تبدیلی پیدا کریں اور اس ضمن میں میں سمجھتا ہوں کہ ساری دنیا کی اور خصوصاً اس دنیا کی جماعتیں جو مغربی دنیا کہلاتی ہے یا وہ علاقے بھی جو مشرق کے ہیں اور دور دراز کے ہیں اور مرکز کی آنکھ سے ذرا پرے رہتے ہیں ان سب کی جماعتیں بھی خصوصیت کے ساتھ مجالس عاملہ کے اجلاس بلائیں اور مختلف پہلوؤں سے غور کریں کہ کس طرح اپنے گھروں کے ماحول کو پاکیزہ بنانا ہے۔ہر گھر سے تلاوت کی آواز اٹھنی چاہئے۔بچوں کو ہوش آئے اس طرح آنکھیں کھولیں کہ گھروں میں سے تلاوت کی آواز آرہی ہو،لوگ نمازوں کا اہتمام کر رہے ہوں۔وضو بتانا نہ پڑے بلکہ وہ دیکھ کر سیکھ لیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جن گھروں میں نمازوں کا اہتمام ہو اور تلاوت کا اہتمام ہو وہاں بچوں کو کہہ کہہ کر سکھانا نہیں پڑا کرتا بلکہ بعض دفعہ انہیں روکنا پڑتا ہے کہ یہ بے موقع بات ہے اس وقت اس بات کو چھوڑو،جن گھروں میں نمازیں ہو رہی ہوتی ہیں بعض دفعہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی چلتے چلتے سڑک پر بھی اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کر دیتے ہیں۔چنانچہ یہی انگلستان میں ایک موقع پر ہم ونڈسر کاسل دیکھتے ہوئے ہم باہر سڑک پر آئے تو ایک چھوٹی سی بچی جو ایسے گھر کی جہاں نماز ہوتی ہے اس نے اللہ اکبر کہہ کر زمین پر سجدہ کر دیا۔اس کو یہ بتانا پڑا کہ یہ جگہ نہیں ہے۔جہاں گھروں میں عبادت سے پیار ہو،اللہ تعالیٰ کا تعلق ہو،تلاوتیں ہو رہی ہوں وہاں یہ تو نہیں کہنا پڑتا کہ یہاں کرو بلکہ بچوں کو سمجھانا پڑتا ہے کہ یہاں نہ کرو اور میرا یہ عام تجربہ ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے بچے بھی جو اللہ سنتے رہتے ہیں ان کو

اللہ ہی یاد رہتا ہے۔ وقت بے وقت وہ اللہ کی آواز اٹھاتے رہتے ہیں، اور سب سے زیادہ لفظ جوان کے ذہن پر نقش ہو جاتا ہے وہ اللہ ہے۔ یہ باتیں اگر بچپن میں ذہنوں میں نقش نہ کی گئیں تو بڑے ہو کر آپ سے نہیں سکھائی جائیں گی۔ بڑے ہو کر غیر معاشرہ اتنا غالب آچکا ہوگا، ایسے رنگ چڑھا چکا ہوگا کہ اس کے بعد پھر اللہ کا رنگ چڑھنا مشکل ہو جائے گا پہلے رنگوں کو مٹانا پڑے گا اور ان رنگوں میں ایسی شدت پائی جاتی ہے، مادہ پرستی کی ایسی سختی پائی جاتی ہے کہ پھر ان کو مٹانا بہت مشکل کام ہو جائے گا۔

اس لئے ساری دنیا کی جماعتیں خصوصاً مغربی تہذیب سے متأثر جماعتیں یہ پروگرام بنائیں، اپنی ساری دماغی صلاحیتوں کو کام میں لائیں، اپنی قلبی صلاحیتوں کو کام میں لائیں، منصوبہ بندی کریں اور مقصد صرف یہ ہو کہ گھروں میں پاکیزہ ماحول پیدا ہو جائے اور بچے اس ماحول میں پرورش پا کر اٹھیں اور ان کے لئے قرآن کریم کی تلاوت سکھانے کے انتظام بھی موجود ہوں اور قرآن کریم کا ترجمہ سکھانے کے بھی انتظام موجود ہوں۔

یہ دوڑ ہے مسابقت کی دوڑ جو دو طرح سے ہوگی۔ ایک تو یہ کہ جہاں غیر ہم پر حملہ کر کے مزعومہ فتح کے اعلان کرتا پھر رہا ہے کہ یہ ''فاتح ربوہ'' آگیا ہے، اس نے زیادہ گالیں دی تھیں اس لئے بڑا فاتح یہ بن گیا ہے۔ وہاں آپ دیکھ رہے ہوں گے کہ وہ مغلوب نسلیں پیدا کرنے والے لوگ ہیں، ان کی اپنی نسلیں ہاتھ سے نکلتی چلی جا رہی ہیں اور غیر اسلامی قدروں میں آگے بڑھ رہی ہیں۔ وہاں آپ پہلے سے بہت زیادہ عزم کے ساتھ مسلمان بچے پیدا کرنے کا عہد کریں جو مسلمانوں کے طور پر بڑے ہو رہے ہوں اور غالب آنے والے مسلمانوں کے طور پر بڑے ہو رہے ہوں ۔گھروں میں اگر آپ نے یہ فتح حاصل کر لی تو آپ ایک ایسی نسل پیچھے چھوڑ کر جائیں گے جو دوسروں کے گھروں میں بھی فتح حاصل کر سکے گی۔ جو غیر معاشرے پر بھی قبضہ کر سکے گی۔ **اگر آپ نے گھروں میں یہ میدان چھوڑ دیا اور یہاں اس میدان سے بھاگ گئے تو وہم ہے، مجنون کی خواب ہے کہ آپ دنیا پر غالب آجائیں گے ، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے آپ الٹا نہیں سکتے کہ** فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ کہ جس کے اعمال میں وزن ہوگا وہی جیتے گا دوسرا ہرگز جیت نہیں سکتا۔ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ہاں جس کے اعمال ہلکے یعنی بے معنی اور کھوکھلے اور بے وزن ہوں گے اس کے مقدر میں ہاویہ کے سوا اور کچھ نہیں۔

چونکہ بچوں سے تعلق رکھنے والا مضمون تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور بات بھی مجھے سمجھائی اور وہ یہ کہ جس نیکی کا فیصلہ کرتے ہیں اس سے ملتا جلتا صدقہ بھی دیا کرتے ہیں، خیرات بھی کیا کرتے ہیں تا کہ اس کام میں برکت پڑے۔ اگر آپ اپنے بچوں کو بچانا چاہتے ہیں تو بچوں پر رحم کا کوئی طریق سوچیں۔ بچوں سے حسن سلوک کی کوئی راہ سوچیں تا کہ وہ آپ کی طرف سے صدقہ بن جائے اور آپ کے بچوں کی حفاظت کرنے والا ہو جائے۔ اس پر مجھے خیال آیا کہ ایلسلو اڈور میں جو بڑی تباہی آئی ہے اور سینکڑوں بچے یتیم رہ گئے ہیں یا جو ماں باپ سے الگ ہو چکے ہیں کچھ پتہ نہیں کہ وہ کون ہیں اور کہاں چلے گئے ہیں۔ حکومتیں اب ایسے بچوں کو اپنا رہی ہیں اور جماعتی سطح پر تو یہ فیصلہ نہیں ہوسکتا کہ ہم براہ راست یونائیٹڈ نیشنز سے کہیں کہ ہمیں بھی بچے دیں یا ایلسلواڈور کی حکومت سے کہیں۔ مگر جس جس حکومت میں احمدی رہتا ہے وہاں وہ اپنی حکومت سے یہ درخواست کرسکتا ہے کہ جماعت احمدیہ اتنے بچوں کو گھر مہیا کرنے کے لئے تیار ہے، والدین مہیا کرنے کے لئے تیار ہے ،تربیت کی ساری ذمہ داریاں قبول کرنے کے لئے تیار ہے اور جس حد تک بھی توفیق ہے بہترین تعلیم دینے کی ذمہ دار ہے۔ یہ فیصلے ہر ملک میں اپنے طور پر ہوسکتے ہیں پہلے وہ اپنا جائزہ لیں اور پھر اپنے اپنے ذرائع سے وہ حکومت سے رابطہ پیدا کر کے پہلے اپنا جائزہ لیں اور پھر یہ پیشکش کریں کہ ہم اتنے بچوں کی کفالت کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ یہ جو احسان ہوگا بنی نوع انسان کے بچوں پر یہ آپ کے بچوں کے حق میں ایک صدقہ جاریہ بن جائے گا۔ آپ کی کوششوں میں اتنی برکت پڑے گی کہ آپ حیران رہ جائیں گے کہ پہلے اگر ایک کے نتیجہ میں دس نعمتیں ملتی تھیں اب ایک کے نتیجہ میں سو نعمتیں ملنی شروع ہو جائیں گی۔

کیونکہ یتامٰی کے مضمون کو جس طرح قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور اسے جتنی اہمیت قرآن کریم نے دی ہے آپ ساری دنیا کی مذہبی کتابوں سے اس مضمون کے حوالے اکٹھے کرلیں اس کے برابر وزن نہیں ہوگا۔ یہ بھی ایک مضمون ہے قرآن کریم کے وزن کا فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ، مسلمانوں پر غیر کس طرح غالب آسکتے ہیں۔ قرآن کریم میں ایک ایک حسن کا مضمون اتنے وزن کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ اگر مسلمان اس تعلیم کو اپنے اندر رائج کرلیں تو اس سے زیادہ وزن دار قوم دنیا میں کوئی اور ہو ہی نہیں ہوسکتی۔ دنیا کی کوئی ہلکی قوم اس کو اکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی۔ پس جو انتہائی وزن

دار مضمون قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں وہاں یتامیٰ کی کفالت کا مضمون بھی شامل ہے۔ اتنا زور ہے اس پر کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملہ میں ہمیں جو حق ادا کرنا چاہئے تھا اس کا بہت کم حصہ ابھی تک ہم ادا کر سکے ہیں۔

چنانچہ اس سلسلہ میں میں نے ایک یتیم خانے کے متعلق ہدایت دی تھی جو خدا کے فضل سے مکمل بھی ہو چکا ہے۔ ایک اور وسیع یتیم خانہ ربوہ میں بنانے کا پروگرام ہے انشاء اللہ اور اگر ربوہ کا ماحول سازگار نہ ہو تو کسی اور ملک میں بنالیں گے۔ یتامیٰ کی جو ضرورت تو عالمگیر ہے۔ ضروری نہیں کہ مرکز احمدیت میں ہی ہو۔ افریقہ کے ممالک میں بھی ہو سکتے ہیں، دوسری جگہ میں بھی ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ایک مخلص احمدی دوست نے تیس چالیس لاکھ روپے کی پیشکش کی ہے کہ میری طرف سے ایک نہایت اعلیٰ یتیم خانہ اپنی مرضی کا بنوالیں۔ وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ بنے گا لیکن جن گھروں کو توفیق ہو وہ گھر اپنے آپ کو پیش کریں کہ ہم ایک یتیم ایلسلو اڈور کا پالنے کے لئے تیار ہیں اور اگر تربیتی مشکلات پیش نظر ہوں گھر کے ماحول پر ایسے بچوں کے بداثر پڑنے کا خطرہ ہو جو بالکل غیر اسلامی ماحول سے آرہے ہیں جن کی تربیت اور طرح سے ہوئی ہے تو اس سلسلہ میں جماعت یہ بھی کر سکتی ہے کہ اجتماعی طور پر یتیم خانے کا انتظام کرے۔ ہم اسلام آباد کو بھی اس ضمن میں استعمال کر سکتے ہیں۔ صرف انگلستان کی جماعت کے لئے ہی نہیں بلکہ بعض دوسری جماعتوں کی طرف سے بھی۔ مثلاً یہ ہو سکتا ہے کہ انگلستان کے بعض خاندان یہ ذمہ داری قبول کر سکیں کہ ہم یتیم کو پالیں گے بھی اور بہترین تربیت بھی کریں گے اور تعلیم بھی اعلیٰ دیں گے اور بعض سمجھیں کہ ہم یہ تو نہیں کر سکتے مگر ایک گھر ایک یتیم کا خرچ دینے کے لئے تیار ہیں۔ یا ایک جگہ کے دس گھر مل کر یتیم کا خرچ دینے کے لئے تیار ہیں، وہ خرچ کیا ہوگا؟ یہ جماعت فیصلہ کر کے بتائے گی پھر۔ ایسی صورت میں ہم اسلام آباد میں پچاس یا سو یتامیٰ کے لئے انتظام کر سکتے ہیں۔ انگلستان کی جماعت خواہ انگلستان سے مانگے یا باہر کی جماعتیں اپنے اپنے طور پر مانگیں مگر یہ وضاحت کر کے کہ ان بچوں کو ہم انگلستان میں بھجوائیں گے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر اپنے اپنے ملک میں جماعتی انتظام کے تابع چھوٹے چھوٹے یتیم خانے بنائے جا سکتے ہیں۔ ایسی احمدی خواتین ہیں جو اپنی زندگی اس معاملہ میں خوشی کے ساتھ پیش کریں گی۔ ایسے بوڑھے بزرگ ہیں جو بڑی خوشی کے ساتھ اس نیک کام میں اپنے آپ کو پیش کریں گے۔ کہ وہ ماں باپ

کے طور پر ان معنوں میں ماں باپ کہ وہ ان کو ماں کا پیار بھی دینے والے ہوں اور باپ کی نگرانی بھی کرنے والے ہوں ۔ جماعت ان کو ایسے بزرگ مہیا کر دے گی ۔ ایک چھوٹا سا گھر کرایہ پر لے لیا جائے گا یا اگر توفیق ہے تو خرید لیا جائے گا اور جتنے یتامیٰ کو وہاں پالا جا سکتا ہو وہاں ان کے لئے حکومت سے پیش کش کر کے، حکومت سے گفت وشنید کر کے فیصلہ کریں اور مطلع کریں کہ ہم خدا کے فضل سے اتنے یتامیٰ کی پرورش کی ذمہ داری قبول کر چکے ہیں۔

خدا نے یہ جو نیکی کی ایک اور راہ دکھا دی ہے یہ جواب ہے ربوہ کے اس گندے جلسہ کی گندی گالیوں کا۔ اس لئے ان لوگوں نے تو ہارنا ہی ہارنا ہے۔ ان کے پلے سوائے گند کے ہے کچھ نہیں اور جتنا زیادہ گند بولتے ہیں ہمیں اور زیادہ حسین بناتے چلے جارہے ہیں اور زیادہ ہمیں نیکی کی راہیں دکھاتے چلے جارہے ہیں۔ **اس لئے لازماً قرآن کریم کے فیصلے کے مطابق احمدیت جیتے گی، اس کے مقدر میں شکست ہو ہی نہیں سکتی** کیونکہ آپ کی نظر حسن پر ہے اور دائمی حسن پر پڑی ہوئی ہے۔ ہمیشہ اپنے نظریات کو بھی حسین تر اور اعمال کو بھی حسین تر بنانے کی کوشش میں آپ مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نصرت عطا فرما رہا ہے اور آئندہ بھی فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

آج دو جنازہ غائب کا اعلان کرنا ہے اور یہ دونوں خصوصاً پہلا اس نوعیت کا جنازہ ہے کہ جسے میں اپنے ایک طبعی جوش کے ساتھ خود پڑھنے کی تمنا رکھتا ہوں ۔ بابو قاسم دین صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور سابق امیر جماعت ضلع سیالکوٹ۔ سیالکوٹ کے بہت پرانے بزرگ تھے۔ ہمیشہ بڑی وفا کے ساتھ ہر حالت میں انہوں نے جماعت کے ساتھ بہت اخلاص اور غلامانہ وابستگی کا تعلق رکھا ہے۔ بہت ہی منکسر المزاج، نیک، بزرگ، دعا گو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچی خبریں پانے والے تھے۔ اپنے خاندان پر بھی ان کا بہت ہی اچھا اثر پڑا ہے۔ بہت سے حصے ان کے خاندان کے ایسے تھے جو ویسے جماعت سے اتنے متعلق نہ ہوتے مگر ان کے خاص اثر سے، خاص تعلق کی بناء پر اخلاص میں آگے بڑھے۔ ان کی عمر 90 سال سے اوپر تھی لیکن ہوش قائم تھے اور چلتے پھرتے تھے۔ صحت کمزور تو ہو گئی تھی لیکن ویسے سارے دینی اور دنیاوی فرائض ادا کرنے والے تھے۔

دوسرا جنازہ ہے مکرمہ رحمت خاتون صاحبہ کا۔ یہ ہمارے ایک مخلص مبلغ سلسلہ عبدالرشید یحییٰ

صاحب کی والدہ تھیں ۔ان کے متعلق بھی اطلاع ملی ہے کہ وفات پا گئی ہیں ۔ان کو کینسر تھا اور اسی حالت میں ان کے بیٹے نے بڑے اخلاص کا ثبوت دیا جب ان کی ضرورت امریکہ میں تقرری کی تو انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں میری والدہ بیمار تو ہیں اور بیماری بھی خطرناک ہے لیکن سلسلہ کی خدمت کو ترجیح دیتا ہوں ۔ یہ مطلب نہیں تھا کہ والدہ کی خدمت پر ترجیح دے رہے ہیں، مراد یہ تھی کہ خدمت کرنے والے موجود ہیں جذباتی لحاظ سے جو مجھے تکلیف پہنچے گی میں اس کی پرواہ نہیں کرتا، اور سلسلہ مجھے بے شک خدمت کے لئے بھجوادے ۔ چنانچہ ان کی عدم موجودگی میں ہی والدہ کی وفات ہوئی ۔ ان دونوں کی نماز جنازہ غائب ہوگی ۔

پچھلے جمعہ میں نے ایک اعلان کیا تھا اس کی تصحیح ضروری ہے اور اس سلسلہ میں ایک تنبیہ بھی ضروری ہے ۔ایک اعلان میں مَیں نے یہ کہا تھا کہ ایک احمدی نوجوان جو یہاں قید میں تھے وہ قتل کردیئے گئے اس لئے ان کی نماز جنازہ غائب میں بعد میں شام کو پڑھاؤں گا ۔افسوس ہے کہ یہ خبر جو ان کے ایک بیٹے نے دی تھی غلط تھی اور وہ قتل نہیں کئے گئے ۔ بلکہ آخری فیصلہ عدالت میں ہوگا قانونی لحاظ سے جو بھی ہوگا اس وقت تک جو بھی قطعی خبریں ملی ہیں اور پولیس نے اور جیل والوں نے جو بیان دیا ہے وہ خودکشی کا کیس تھا اور میں تحقیق کروا رہا ہوں ۔اس وقت تک جو کوائف سامنے آئے ہیں جس نے مجھے اطلاع دی تھی اس نے عمداً غلط بیانی سے کام لیا اور اپنے بھائی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ۔ خدا تعالیٰ ستار ہے ۔ پردہ ضرور ڈالنا چاہئے مگر جھوٹ کا پردہ تو نہیں ڈالنا چاہئے ۔ضرورت ہی نہیں تھی ۔ایسے بچے کی بے چارہ قابلِ رحم حالت ہے اس کی اس میں کوئی شک نہیں پتہ نہیں کس تکلیف میں خودکشی کی ہے ۔ پاگل تھا تو اللہ تعالیٰ مغفرت فرما سکتا ہے ۔ضروری تو نہیں کہ جھوٹ بول کے جنازہ پڑھوایا جائے ۔خاندان کی جو قابل رحم حالت ہے اس سے بھی انکار نہیں ۔لیکن پردہ پوشی اس رنگ میں ہوسکتی تھی کہ میں ذکر ہی نہ کرتا اور یہ بات جماعت کی سامنے آتی ہی نہ ۔

خلیفۂ وقت کو جھوٹی خبر دینا ایک بہت ہی خطرناک غلطی ہے اور میں جماعت کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس خبر کو اگر خطبوں میں استعمال کرلیا جائے یا جماعت کی تاریخ کا حصہ بنا دیا جائے تو اس جھوٹ کی ذمہ داری اطلاع دینے والے پر ہوگی مجھ پر نہیں ہوگی ، نہ آئندہ کسی خلیفہ پر ہوگی ۔ جہاں تک عام طور پر طریق ہے ، بعض تحقیق طلب باتوں کی تحقیق کی جاتی ہے مگر پھر بھی احمدیوں پر حسن ظن

غالب رہتا ہے۔ بعض لوگوں کے متعلق آدمی وہم بھی نہیں کرسکتا کہ عمداً جھوٹ بولیں گا یا ویسے ہی کچی خبر دیں گے۔ لیکن بعض لوگ یہ ظلم کرتے ہیں کہ کچی خبر دے دیتے ہیں، ایک غلط بات پہنچا دیتے ہیں۔ جہاں تک اس جنازے کا تعلق ہے خدا کے نزدیک اس کی حیثیت ہی کوئی نہیں جو غلط خبر کی بنا پر ہے۔ اس لئے نہ جنازہ پڑھنے والوں کی ذمہ داری نہ ان کا اس سے تعلق۔ جیسا کہ کالعدم چیز ہو ویسی ہی کیفیت ہے۔

مگر اس کے باوجود یہ جو مسئلہ ہے خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہ پڑھنے کا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر بھی کچھ تھوڑی سی روشنی ڈالنی ضروری ہے۔ یہ مراد ہرگز نہیں کہ نعوذ باللہ ہر وہ شخص جہنم میں جائے گا کیونکہ اس کے بہت سے کوائف ہماری نظر سے اوجھل ہیں لیکن یہ فعل اتنا مکروہ ہے کہ ہوش و حواس میں کسی نے کیا ہے تو اس کی سزا بہرحال خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو ملے گی کیونکہ زندگی لینے کا نہ دوسرے کا حق نہ اپنا حق۔ قتل کی سزا ہے یہ جو ایسے شخص کو ملنی چاہئے اور خدا کی رحمت سے مایوسی کی سزا اس کے علاوہ ہو جائے گی۔ تو یہ دوہرا بھیانک قتل ہے۔ اب ہر قاتل کے متعلق بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ جہنمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ بعض پاگل پن میں کرتے ہیں۔ بعض نفسیاتی الجھنیں ایسی ہیں جو پاگل پن تک تو نہیں پہنچتیں مگر اللہ کے نزدیک ہوسکتا ہے وہ شخص مرفوع القلم ہو چکا ہو اور یہ کہ وہ جذباتی لحاظ سے ایسا مغلوب ہو جائے کسی وقت کہ بے وقوفی اور نادانی کی حرکت کر بیٹھے تبھی قرآن کریم نے قتل کے بعد وہ ذرائع بیان کئے ہیں جن سے تلافی ہوسکتی ہے۔ گناہ کس طرح دھل سکتے ہیں۔ **لیکن جہاں تک جنازے کا تعلق ہے، جنازے کا ہمیں منع کر دیا گیا ہے کہ اس کا جنازہ نہیں پڑھنا کیونکہ اس نے خدا سے مایوسی کی تھی۔ قتل ہی نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی کا اظہار کیا۔ ایک احتجاج ہے امت کا کہ ہم تیرا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔** مگر جہاں تک ہماری دلی تمنا کا تعلق ہے اپنے ہر بھائی کے لئے دل میں رحم کا جذبہ ہونا چاہئے۔ استغفار پیدا ہونا چاہئے۔ جنازہ نہ پڑھنے میں تکبر نہیں ہے بلکہ جنازہ نہ پڑھنے کے ساتھ دل زخمی بھی ہوتا ہے۔ خودکشی کرنے والے پر بھی ایک رحم آنا چاہئے کہ پتہ نہیں کس حال میں اس نے جان دی ہے اور اگر اس دنیا میں بھی بد رہا تو خدا آئندہ اسے نجات بخشے اور اپنی مغفرت جو تام ہے اور ہر چیز پر غالب آنے والی ہے اس کی چادر میں اس کو لپیٹ دے لیکن یہ ایک تمنا ہے جسے ہم مجبور ہیں کہ جنازے کی دعا میں تبدیل نہیں کرسکتے۔